REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP -23

جلد ۴۳ — شمارہ ۳۰

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ — محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۔۔ روپے — بیرونی ممالک: بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن — بذریعہ بحری ڈاک دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

The Weekly "BADR" Qadian-143516-

۱۸ صفر ۱۴۱۵ ہجری — ۲۸ وفاء ۱۳۷۳ ہش — ۲۸ جولائی ۱۹۹۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۳ وفا (جولائی) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

ان دنوں حضور انور کی مصروفیات میں جلسہ کی وجہ سے بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت، مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور پر نور کا حامی و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے آمین۔

خدا تعالیٰ کی دوستی تو وہ ہے کہ دنیاداروں میں اسکی کوئی نظیر ہی نہیں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

سچا مومن وہ ہے جو کسی کی پرواہ نہ کرے خدا تعالیٰ خود ہی سارے بندوبست کر دے گا۔ لوگوں کی تکلیف دہی کی پرواہ نہیں رکھنی چاہیئے دنیا میں کوئی کسی شخص کے ساتھ دوستی پکی کرتا ہے تو دنیا کے لوگ اپنی دوستی کا حق ادا کرتے ہیں وہ کون دوست ہے جس کے ساتھ سلوک کیا جاوے تو وہ بے تعلقی ظاہر کرے ایک چور کے ساتھ ہمارا سچا تعلق ہو تو وہ بھی ہمارے گھر میں نقب زنی نہیں کرتا تو کیا خدا تعالیٰ کی وفا چور کے برابر بھی نہیں خدا تعالیٰ کی دوستی تو وہ ہے کہ دنیاداروں میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں دنیاداروں کی دوستی میں تو عذر بھی ہے تھوڑی سی رنجش کے ساتھ دنیادار دوستی توڑنے کو تیار ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے تعلقات پکے ہیں جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتا ہے خدا تعالیٰ اس پر برکات نازل کرتا ہے اس کے گھر میں برکت دیتا ہے اس کے کپڑوں میں برکت دیتا ہے اس کے پس خوردہ میں برکت دیتا ہے۔ بخاری میں ہے کہ نوافل کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتا ہے نوافل ہر شئے میں ہوتے ہیں فرض سے بڑھ کر جو کچھ کیا جائے وہ سب نوافل میں داخل ہے جب انسان نوافل میں ترقی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت کرنے والے غنی اور بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی تکذیب کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے جو لوگ خلقت کی پرواہ کرتے ہیں وہ خلق کو معبود بناتے ہیں خدا تعالیٰ کے بندوں میں ہمدردی بہت ہوتی ہے مگر ساتھ ہی ایک بے نیازی کی صفت بھی لگی ہوئی ہوتی ہے وہ دنیا کی پرواہ نہیں کرتے۔ آگے خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ دنیا کھنچی ہوئی انکی طرف چلی آتی ہے۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۸۷)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۲ جولائی ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

ناموس رسول کے نام پر پاکستانی مولویوں کے ڈرامے بازیاں

توہین رسالت بل کا حقیقت افروز تجزیہ اور اسکی مذہبی حیثیت کا ایمان افروز بیان

لوہارا کے مظلومین کیلئے امداد کی تحریک

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن (ایم۔ ٹی۔ اے) گزشتہ دنوں پاکستان میں ناموس رسول کے نام پر ہونے والے ہنگاموں، مولویوں کی جانب سے سپریم کورٹ کے سامنے دیئے جانے والے مبینہ دھرنوں اور اس سلسلہ میں وزراء کی طرف سے مانگی جانے والی معافیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ درحقیقت سیاست کی قلابازیاں ہیں اس سے زیادہ اسکی کوئی حیثیت نہیں علماء نے سیاست دانوں کی دکھتی رگیں پکڑی ہوئی ہیں اور سیاست دانوں نے علماء کی دکھتی رگیں پکڑی ہوئی ہیں۔ جس طرح کوئی مداری کسی کھلونے کے بٹن دبا کر تماشہ دکھاتا ہے ویسے ہی کرتب وہاں دکھائے جا رہے ہیں۔ جو اتنا بڑا ہنگامہ بیان کیا کہ علماء نے سپریم کورٹ کا گھیراؤ کر لیا اسکی جو تصویریں وہاں سے پہنچی ہیں ان میں صرف پندرہ بیس کل علماء ہیں ان میں سے دو چار داڑھی والے مولوی ہیں (اس موقعہ پر حضور انور نے وہ تصویر دکھائی جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر دنیا کے لاکھوں ناظرین نے دیکھی) پھر فرمایا اور جو آنکھوں دیکھا حال بیان کیا گیا اسے دیکھ کر ہنسی آتی ہے کہ چند مولوی سپریم کورٹ کے گھیراؤ کے نام پر سپریم کورٹ کے آگے جا کر بیٹھ گئے اور پاکستان کا مرکزی حکومت کا وزیر خود ان کے احترام میں ان سے درخواست کرنے آیا کہ آپ سے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہرگز توہین رسالت کے قانون کو واپس نہیں لیا جائیگا۔ حضور نے فرمایا ایک وزیر بلکہ ساری کیبنٹ کا کیا حق تھا کہ سپریم کورٹ کی طرف سے ان سے وعدہ کرتا اسی سے اندر کی کہانی تو کھلم کھلا باہر آ گئی کہ چند علماء کا ناموس رسول کی خاطر اکٹھے ہونا اور پھر حکومت کا سر جھکانا کہ ہم کون ہوتے ہیں ناموس رسول کی خاطر کوئی بات کرنے والے اس لئے آپ سپریم کورٹ کا گھیراؤ چھوڑ دیں سپریم کورٹ ہم دیکھ لیں گے اگر سپریم کورٹ نے کوئی ایسا ویسا قدم اٹھایا تو ہم استعفیٰ دے دیں گے۔ حالانکہ اگر سپریم کورٹ کا گھیراؤ ہو تو کسی بھی با اصول حکومت کو اس کے خلاف فوری اور پر اثر ایکشن لینا چاہیئے اور پھر عجیب بات ہے کہ اب تک سپریم کورٹ کے جج صاحبان نہایت خاموشی سے بیٹھے ہیں اگر کسی باعزت ملک کے جج ہوتے تو اب تک استعفیٰ دے چکے ہوتے اور خطرناک قسم کا عدلیہ کا

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۲۸ وفا ۱۳۷۳ ہش

عورتوں کیلئے اسلام کے پیش کردہ حقوق سے بہتر کسی نے پیش نہیں کئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی عورتیں پردہ کی رعایت سے باہر جاتیں مردوں کے کاموں میں ہاتھ بٹاتیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگوں میں شریک ہوتیں لڑنے والوں کو پانی پلاتیں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور دیگر قومی کاموں میں حصہ لیتی تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن میں نے حضرت عائشہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو (میدان جنگ میں) دیکھا وہ خوب چوکس اور ہوشیار ہو کر ادھر ادھر بھاگتی پھرتی تھیں۔ وہ اپنی پیٹھوں پر پانی سے بھرے ہوئے مشکیزے اٹھا کر لاتی تھیں اور لوگوں کے منہوں میں انڈیل کر انہیں خالی کرکے لے جاتی تھیں پھر بھر کر لاتیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں۔ الغرض اصل شرعی پردہ تو اتنا ہی ہے کہ عورتیں اپنے کاموں میں حرج کئے بغیر جس حد تک اپنے جسم کو چھپا سکیں اسے ظاہر ہونے سے چھپا لیں۔

تعدد ازدواج:- اسی طرح ایک سے زائد شادیوں کا رواج دیگر اقوام میں بھی ہے بلکہ بعض مقامات پر مسلمانوں کے مقابلہ میں دیگر مذاہب والوں کی فیصد تعدد ازدواج میں بڑھ جاتی ہے۔ عرب میں جاہلیت کے زمانہ میں تو اسکی کوئی حد نہ تھی۔ اسلام نے آکر اس سے منع فرمایا۔ یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ اسلام میں تعدد ازدواج کا حکم نہیں بلکہ خاص حالات اور مجبوریوں کے تحت عدل و انصاف کی شرط بجا لاتے ہوئے اس کی اجازت دی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے لئے حد بھی متعین کر دی یہ نہیں کہ ایک مرد جس قدر چاہے شادیاں کرتا چلا جائے۔ اگر کوئی مسلمان دو بیویوں کے درمیان عدل نہیں کرتا تو اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اذا کانت عند الرجل امرأتان فلم یعدل بینہما جاء یوم القیامۃ وشقہ ساقط۔ یعنی جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل نہ کرے تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھے گا کہ اس کا نصف بدن گرا ہوا ہوگا یعنی وہ مفلوج ہوگا۔ ایسی انصاف پسند تعلیم کسی اور مذہب میں نہیں ملتی

ایک عیسائی محقق مسٹر آریسان اسلام کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"اسلام نے کسی قوم کو شراب پلا کر یا غلام بنا کر کمزور یا حقیر نہیں کیا۔ بلکہ پست اقتادہ اور ضعیف و خستہ ملکوں میں مستعدی کی تازہ روح پیدا کر دی۔ عیسائی مصنفین نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتہامات لگائے ہیں کہ انہوں نے غلامی جائز ٹھہرائی۔ یہ اتہامات سراسر بے بنیاد ہیں یہ ماننا پڑے گا کہ آپ نے اس کی بہت بندش کی اور اپنے وعظ و نصائح سے اس کی سختیوں کے بہت کچھ رفع کرنے کی کوشش فرمائی ایک مالک کو اپنے غلام کے ساتھ برا برتاؤ نہ کرنا چاہیئے۔ وہ مالک جو اپنے غلام کو زدو کوب کرتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے مالک کا فرض ہے کہ وہ غلام کو غذا سے سیر رکھے ..... مسلمانوں کی حکومت میں غلاموں کی حالت عیسائیوں کی حکومت سے کہیں بہتر تھی۔ ان کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ ان کو تعلیم دی جاتی تھی اور ممبران خاندان میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

اگر ایک سے زیادہ شادی کر لینے کے یہ معنی ہیں کہ ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ تعلق رکھنا ہے۔ تو یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ مغرب میں بہ نسبت مشرق کے لوگ ایک سے زیادہ شادی کرتے ہیں جس شان میں عیسائیوں نے اسلام کا تعارف دنیا سے کرایا حقیقتاً وہ ایسا نہیں بلکہ اسلام ایک تعلیم یافتہ مستعد اور بہادر قوم پرستی کا نام ہے۔ یعنی مسلمانوں میں وہ صفات موجود ہیں جو عیسائی اہل یورپ میں مفقود ہیں۔"

(بحوالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ماہ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

عورت کا پسلی سے ہونا:- تسلیمہ نسرین نے ایک الزام یہ لگایا ہے کہ اسلام عورت کا آدمی کی پسلی سے بننا قرار دیتا ہے۔

قرآن مجید اور حدیث میں کہیں ایسا بیان نہیں ہے کہ عورت آدمی کی پسلی سے پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی آج تک کسی نے عورت کو مرد کی پسلی سے پیدا ہوتے دیکھا ہے۔ بلکہ جس طرح انسانی خلقت طین سے ہوتی ہے اس طرح مرد اور عورت کے ایک ہی جنس سے ہونے کا قرآن مجید میں واضح ارشاد ہے جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔ یہ غلط نتیجہ دراصل اس حدیث سے نکالا جاتا ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذی جارہ واستوصوا بالنساء خیرا فانہن خلقن من ضلع وان اعوج شیء فی الضلع اعلاہ فان ذہبت تقیمہ کسرتہ وان ترکتہ لم یزل اعوج فاستوصوا بالنساء خیرا۔ (بخاری)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتا ہے اسے چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ پہنچائے اور اے مسلمانو! میں تمہیں بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ عورتیں ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اور پسلی کا زیادہ ٹیڑھا حصہ ہی زیادہ اونچا ہوتا ہے اگر تم پسلی کو بالکل سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ کر رکھ دو گے اور اگر اسی حالت میں چھوڑ دو گے تو اس کی طبعی کجی قائم رہے گی پس میری نصیحت مانو اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کے طریق پر گذارہ کرنے کی کوشش کرو۔

(باقی صفحہ پر)

کیسے حل ہوگی یہ پہیلی؟

مندرجہ بالا عنوان کے تحت ایم جی بھاردواج نے ایک نوٹ تحریر کیا ہے جس میں عورتوں کی حق تلفی اور ان پر مظالم کا ذکر کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بے شک کوئی "سیل" قائم کر لیا جائے جب تک قرآن مجید کے پیش کردہ اصولوں کو نہیں اپنایا جاتا عورتوں کی عزت و احترام اور ان کے حقوق کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ ——— (ایڈیٹر)

مقالہ نگار رقمطراز ہے:-

گذشتہ ایک ہفتے میں جس طرح اخباروں میں عورتوں کے بارے میں بہت سی رپورٹیں ایک ساتھ پڑھنے کو ملیں اس سے جہاں یہ احساس ہوا کہ آج ہندوستان کی عورتیں ہر میدان میں ترقی کر رہی ہیں وہاں سماج کی پسماندگی کا عکس بھی دیکھنے کو ملا۔ اس کے ساتھ ہی یہ احساس بھی ہوا کہ ہمارے ملک میں بہت سی صدیاں ایک ساتھ متوازی طور پر چل رہی ہیں۔

آیئے ان رپورٹوں کو دیکھیں۔ ۲۰-۲۲ ایئربس کی خاتون کیپٹن۔ سنٹرل بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن کے بارہویں اور دسویں کلاسوں کے نتیجوں میں لڑکیاں لڑکوں سے کہیں آگے تریپورہ کی زنا بالجبر کا شکار عورتوں کو معاوضہ۔ عورتوں کی حفاظت کے لئے بنی تنظیم خواتین مخالف۔ ہر تیسرا دل کا مریض عورت ہے اور ان جیسی دوسری رپورٹیں ہندوستانی عورتوں کی موجودہ حالت کی صحیح عکاسی کرتی ہیں۔ ان رپورٹوں کو میں الگ الگ نہیں مانتی۔ بلکہ ایک طویل سلسلے ہی کا حصہ مانتی ہوں۔

شاید بہت سے غیر ملکیوں کو ہندوستان کے بارے میں یہ بات سمجھ میں نہ آئی ہو کہ جس ملک میں ایک خاتون پائلٹ جدید ترین ائربس چلاتی ہے۔ اسی میں عورتوں کے ساتھ زنا بالجبر کے اتنے واقعات ایک ساتھ کیسے ممکن ہو سکتے ہیں؟ یاد رہے کہ جب اندرا گاندھی ہندوستان کی وزیر اعظم تھیں تو ان کے دور حکومت میں عورتوں کے ساتھ نا انصافی اور ان پر مظالم کے واقعات میں کافی اضافہ ہوا۔

ہندوستان میں یہ ایک عجیب و غریب پہیلی دیکھنے کو ملتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لڑکیاں شہروں میں کام کاج ہو رہی ہیں محض تعلیمی میدان ہی میں نہیں بلکہ کام کے میدان میں بھی عورتوں کی صلاحیت مردوں سے کہیں بہتر ثابت ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود بھی جہاں تک عورتوں کے ساتھ ہونے والے مظالم کا سوال ہے۔ ان میں کہیں بھی کوئی کمی دیکھنے کو نہیں ملی سرکار نے باقاعدہ ایک "خواتین سیل" دہلی پولیس ہیڈ کوارٹر میں قائم کر رکھا ہے جس کا مقصد عورتوں کے خلاف ہونے والے جرائم کو صرف درج کرنا (باقی صفحہ ۵ پر)

خطبہ عید الاضحیہ

کوئی الٰہی تعلیم انسانیت سے ہٹ کر اور اس سے متضاد نہیں ہو سکتی

حج دراصل تمام بنی نوع انسان کے اُمّت واحدہ بننے کی علامت ہے

حج کے نام پر بنی نوع انسان میں نفرت پھیلانا اور تفریق کرنا حج کے مضمون سے بغاوت کرنا ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۱ ہجرت (مئی) ۱۳۷۳ ہش / ۱۹۹۴ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ (برطانیہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

(سورۃ الحج ۳۵-۳۶)

پھر فرمایا۔

یہ آیات سورۃ الحج کی آیات ۳۵ اور ۳۶ ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔ ان کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر قوم اور ہر ملت کے لئے ہم نے قربانیوں کا ایک طریق مقرر فرما رکھا ہے۔ "لیذکروا اسم اللہ علی ما رزقھم" تاکہ جو کچھ بھی اللہ نے انہیں رزق عطا فرمایا ہے اس پر وہ اللہ کا نام لیں۔ "من بھیمۃ الانعام" ان جانوروں میں سے جو چوپائے ہیں۔ جب ان کو وہ خدا کی خاطر خدا کے نام پر اس کی اجازت سے قربانی کے لئے پیش کریں یا کھانے کے لئے استعمال کریں تو ان پر اللہ کا نام پڑھا کریں۔ "فالٰھکم الٰہ واحد" اور تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے "فلہ اسلموا" پس اسی کے حضور فرمانبرداری کے ساتھ جھکو۔ "و بشر المخبتین" اور وہ لوگ جو عاجزی اختیار کرتے ہوئے خدا کے حضور جھکتے ہیں ان کو خوشخبری دے دو۔ وہ لوگ کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل تھرتھرا اٹھتے ہیں اور وہ جو مصیبت ان کو پہنچتی ہے اس پر صبر کرنے والے ہوتے ہیں اور نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں یعنی اللہ کے نام پر، نیک کاموں پر اس رزق کو خرچ کرتے ہیں۔

پس یہ شرطیں ہیں ان لوگوں کی جو خدائے واحد کے بندے ہیں اور یہ تمام شرطیں ہیں جو انہیں انسانی نقطۂ نگاہ سے ایک ہاتھ پر جمع کر کے خدائے واحد سے ان کا تعلق پیدا کرتی ہیں۔ یعنی خدا کے نام پر دلوں کا تھرتھرا جانا، یعنی جھرجھری طاری ہو جائے دلوں پر جب اللہ کا نام سنیں۔ یہ مراد نہیں کہ ہر وقت، ہر مجلس میں جب خدا کا نام آئے تو ایسا واقعہ ہو مگر مراد یہ ہے کہ ان کی زندگیوں میں بعض ایسے لمحے آتے ہیں کہ اللہ کا نام سنتے ہی محبت اور عشق اور اس کے رعب سے جھرجھری طاری ہو جاتی ہے اور دلوں پر گویا ایک قسم کا زلزلہ آجاتا ہے۔ یہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا کہ وہ صبر کرنے والے ہیں۔ ایک یہ صفت ہے جس سے وہ پہچانے جا سکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں یعنی عبادت کرتے ہیں۔ نماز سے یہ مراد ضروری نہیں کہ اسلامی نماز ہی یہاں مذکور ہو کیونکہ تمام دنیا کی تمام قوموں کا ذکر چل رہا ہے۔ اور جو کچھ ہم انہیں دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ تین بنیادی صفات ہیں جو انہیں خدائے واحد سے جوڑتی ہیں اور ان صفات کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہوتا ہے اور جہاں تک دنیا کے مذاہب پر نظر ڈالی جائے خواہ وہ کسی قوم، کسی خطۂ ارض سے تعلق رکھتے ہوں، کسی زمانے کے ہوں، ان سب میں یہ قدر مشترک آپ کو دکھائی دے گی۔ پس حج کے ذکر میں وہ باتیں بیان فرمائی جارہی ہیں جن کا تمام بنی نوع انسان سے تعلق ہے اور اس پہلی آیت کا جو میں نے تلاوت کی عنوان ہی یہ لگایا ہے "ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ" ہم نے ہر قوم کے لئے ایک قربانی کا طریق مقرر فرما رکھا تھا۔

یہ مضمون صرف مسلمانوں سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ تمام بنی نوع انسان سے تعلق رکھتا ہے اور حج کا مضمون بھی صرف مسلمانوں ہی سے نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے جہاں خدا کے پہلے گھر کی تعمیر کا ذکر فرمایا جو بکہ میں واقع ہے تو فرمایا یہ تمام بنی نوع انسان کی خاطر بنایا گیا تھا۔ "ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ" وہ پہلا گھر جو ہدایت کے لئے بنی نوع انسان کی خاطر بنایا گیا وہ مکہ میں واقع ہے۔ پس حج دراصل مسلمانوں کے ایک ہونے کی علامت نہیں، مسلمانوں کے امت واحدہ بننے کی علامت نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کے امت واحدہ بننے کی علامت ہے۔ اور اس پہلو سے حج کا مضمون دنیا کی ہر مذہبی قوم میں پایا جاتا ہے گویا دنیا کی تمام قوموں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے آغاز ہی سے تیار کیا جا رہا تھا۔ اگر عیسائیوں میں آپ دیکھیں تو عیسائیوں میں بھی حج کا مضمون نہ صرف پایا جاتا ہے بلکہ اس کثرت سے مختلف مواقع کے حج کئے جاتے ہیں کہ شاید مذہبی تاریخ میں اس سے زیادہ حج کے مقامات آپ کو کہیں دکھائی نہ دیں گے۔ جتنا عیسائی قوم میں ملتے ہیں خصوصاً رومن کیتھولکس میں مختلف SAINTS کے نام پر مختلف حج کی جگہیں بنا رکھی ہیں۔ کہیں وہ لوگ ننگے پاؤں پیدل سفر

کر کے جاتے ہیں کہیں بعض اور خاص رسوم ادا کرتے ہوئے جاتے ہیں۔ غرضیکہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں ایسے مقامات عیسائی قوم میں متبرک سمجھے جاتے ہیں جہاں وہ سال میں یا چند سالوں میں ایک دفعہ حج کرنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔ یہود کا حج فلسطین میں واقع یروشلم سے تعلق رکھتا ہے اور سب دنیا جانتی ہے کہ یروشلم کے مقدس مقامات کی زیارت اور وہاں دیوار گریہ ہے مثلاً سر پیٹنا اور مسیح کی آمد کے لئے دعائیں کرنا یہ ان کا ایک قسم کا حج ہے۔ اور اسی طرح ہیکل سلیمانی ہے اس کی زیارت اور دوسرے مقدس مقامات کے گرد چکر لگانا، یہود میں بھی گویا حج کی یہ رسمیں پائی جاتی ہیں۔ اور جہاں تک ہندوؤں کا تعلق ہے ہندوستان کی سب سے بڑی قوم ہندو ہے اور مذہبی لحاظ سے ان میں بھی بہت سے ایسے متبرک مقامات ہیں جہاں باقاعدہ ہر سال حج ادا کی جاتی ہے چنانچہ اس کو یاترا کہتے ہیں۔ مقدس مقام پہ جانا اور حج کرنا اسے یاترا کہا جاتا ہے۔ اڑسٹھ ایسے مقدس مقامات ہندوستان میں ہیں جہاں یا کسی نہ کسی فرقے کا حج کا مقام ہے یا تمام ہندو اسے متبرک سمجھتے ہیں اور سب سے زیادہ مقدس بنارس ہے۔ بنارس میں ہر سال تقریباً دس لاکھ ہندو حج کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اسی طرح متھرا ہے اور بہت سے مقامات ہیں جن میں حج کیا جاتا ہے اس کی ساری فہرست تو میں آپ کو پڑھ کر سنا نہیں سکتا لیکن تیرتھ یاترا کے جو دو اہم بنیادی مقامات ہیں ان میں سے بنارس سب سے بڑا ہے اور اس کے بعد جگناتھ پوری ہے اور عجیب بات ہے کہ ہر جگہ حج کے ساتھ کم و بیش ایک ہی قسم کے مناسک کا تعلق ہے۔ ہر حج کے ساتھ قربانی کا مضمون لاحق ہے اور جڑا ہوا ہے اسے حج کے تصور سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

مختلف دنیا میں جو حج کئے جاتے ہیں ان میں سر منڈانا بھی شامل ہے چنانچہ جب آپ ہندوؤں کی تیرتھ یاترا کو دیکھیں تو بکثرت سر مونڈے جاتے ہیں۔ صرف ایک لٹ نشانی کے طور پر باقی رکھ لی جاتی ہے باقی تمام سر، جس کو وہ خدا سمجھتے ہیں اس کی خاطر، مونڈ دیئے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح وہ مقدس مقامات کے طواف بھی کرتے ہیں وہاں کئی قسم کے بھجن گاتے ہیں۔ اپنے لباس کو وہ کم سے کم کرتے ہیں۔ بعض صرف ایک چادر میں لپٹے ہوئے حج کرتے ہیں یعنی تیرتھ یاترا۔ غسل بھی حج کے ساتھ متعلق ہے۔ بنارس کے پانی کو منبع سے لیکر اس کے آخر تک مقدس سمجھا جاتا ہے اور وہ پانی تبرک کے طور پر اسی طرح وہ لے کر اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں جس طرح مسلمان حج ادا کرنے والے آب زمزم کی بوتلیں بھر کر اپنے گھروں کو واپس آتے ہیں۔ تو یہ ایک عجیب مضمون ہے جس کو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور کسی کتاب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ آپ دنیا بھر کے مذاہب کا مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے حج کا ذکر تو وہاں ملے گا مختلف رنگوں میں۔ لفظ حج استعمال ہو یا نہ ہو لیکن ایسا عبادت کا مفہوم جس میں ایک مقدس مقام کی زیارت ہو رہی جاتے ہوئے ان میں بہت سے ہیں ایسے ہوں جو سر مونڈ چکے ہوں اور یہ بھی ایک اخلاص کی اور سپردگی کی علامت ہے۔ پھر کپڑوں میں سادگی، ایک چادر میں لپٹے ہوئے ہونا، پھر اشنان کرنا اور وہاں سے کوئی مقدس چیز تبرک کے طور پہ لے کر واپس لوٹنا، وہاں قربانیاں کرنا یا بنی نوع انسان کی بہبود کے لئے کثرت سے خیرات کرنا اور بنی نوع انسان کی خاطر یا اللہ کی خاطر بنی نوع انسان کی خدمت کرنا۔ یہ تمام وہ مضامین ہیں جن کا حج سے تعلق ہے۔ پس یہ ایک عالمگیر نظام ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو بالآخر ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے بنایا۔

لیکن یہ ایک عجیب بات ہے اور مسلمانوں کے لئے انتہائی دکھ کا مقام ہے کہ وہ حج جو بعض مخصوص قوموں یا ملکوں یا مذاہب سے تعلق رکھتے تھے اور عالمگیر نہیں تھے ان کے حج کے مقامات پر تو تمام بنی نوع انسان کو کھلی اجازت ہے کہ وہ آئیں اور اسی طرح حج کریں لیکن وہ حج جو تمام حجوں کا ارتقاء تھا، جس کی تیاری کی خاطر تمام بنی نوع انسان کو، تمام مذاہب کو تربیت دی جا رہی تھی وہاں اب قدغن لگ چکی ہے اور تالے پڑے ہوئے ہیں اور پہرے دار بیٹھے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کے سوا اور کسی کو حج کی اجازت نہ دی جائے۔ حیرت ہوتی ہے اور انسان دکھ سے بے قرار ہو جاتا ہے کہ عجیب بات ہے کہ وہ ایک حج جس کے متعلق قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ اس گھر کے ارد گرد کیا جاتا ہے جو "اول بیت وضع للناس" پہلا گھر جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا تھا وہاں تمام بنی نوع انسان کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اور وہ گھر جو بعض محدود قوموں کے لئے، بعض خاص مذاہب کے لئے بنائے گئے تھے ان کے دل اتنے وسیع ہیں کہ وہ تمام دنیا کو دعوت دیتے ہیں کہ بے شک آئیں اور ہماری طرح حج کریں۔ یہ شرط سب میں قدر مشترک ہے۔ اگر آپ ہندوؤں کی تیرتھ یاترا کریں یعنی حج کے مقامات کی زیارت کریں تو قدرتی بات ہے کہ وہ یہ کم ہی پسند کریں گے کہ آپ وہاں جا کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کریں اور مسلمانوں کی طرح وہاں اپنی رسوم عبادت ادا کریں۔ اگر آپ عیسائیوں کے کسی حج میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو قدرتی بات ہے کہ وہ یہ پسند نہیں کریں گے مگر اگر آپ ان کی عبادتوں کے طریق کو اپناتے ہوئے وہاں جاتے ہیں تو اس سے ان کو کوئی غرض نہیں کہ آپ کے مذہب کے نام کیا ہے، کس قوم سے

> **کسی عبادت کا آخری مقصد ایسا نمایاں اور ظاہر و باہر عشق نہیں ہے جیسے حج کی عبادت۔ اپنے تمام مناسک کے ساتھ آپ یہ مضمون ظاہر کرتی ہے**

کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی طرح ان کے مقدس مقامات پر فریضہ عبادت ادا کریں تو سب کے لئے کھلی اجازت ہے کہ شوق سے آئیں اور جو چاہے کریں۔ لیکن جس حج کی ممانعت کا میں ذکر کر رہا ہوں وہاں یہ بحث نہیں کہ کوئی مسلمانوں کی طرح حج کرتا ہے یا نہیں۔ بحث تو یہ ہے کہ اس کا مذہب کیا ہے اگر اس کا مذہب کچھ اور نکلے اور پولیس کی تحقیقات سے ثابت ہو جائے کہ اس کا اصل مذہب عیسائی تھا یا کچھ اور تھا تو ان کو کڑی سزائیں دی جائیں گی۔

پس کیسا مضمون الٹ گیا ہے اور تہہ و بالا ہو گیا ہے۔ وہ حج کا ایک مقام جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا تھا وہ تمام بنی نوع انسان کے لئے کھلا نہیں رہا اور وہ مقامات جو خاص قوموں کے لئے بنائے گئے تھے

وہ تمام بنی نوع انسان کو اپنے ہاں آنے اور تیرتھ یاترا کی اجازت دیتے ہیں بلکہ اگر کوئی آئے تو وہ اس پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ پس حج کا یہ جو مرکزی نقطہ ہے اسے آپ یاد رکھیں اور جماعت احمدیہ کو ہمیشہ کے لئے یہ پیغام دل نشین کر لینا چاہئے کیونکہ ہم نے اسلام کی سچی قدروں کو دوبارہ اجاگر کرنا ہے اور تمام بنی نوع انسان کو قرآن کی تعلیم کی طرف بلانا ہے اور قرآن کی تعلیم کے ان حسین پہلوؤں کو جو بعض لوگوں کے تعصبات

کے تلے دب چکے ہیں جیسے کسی خوبصورت چیز پر رفتہ رفتہ گرد کی تہیں جم جاتی ہیں انہیں صاف کرنا ہے، اس کی گرد کو دور کرنا ہے۔ یہ روحانی غسل خانہ کعبہ کو دینا ہے کہ جس غسل کے بعد پھر وہ خانہ کعبہ ابھرے جو محمد رسول اللہ کے دل پر جلوہ گر ہوا تھا، جس کی ابراہیم اور اسماعیل نے تعمیر کی تھی اور وہ اجنبی لوگ جن کا نام نہیں لیا گیا اور ہمیشہ دل حیرت سے ان کا تصور باندھتا ہے کہ قرآن کریم میں ان کا بے نام کے ذکر ہے۔ "اول بیت وضع للناس" کچھ خدا کے بندے ایسے تھے جنہوں نے وہ گھر تعمیر کیا تھا کون تھے؟ ہم نہیں جانتے۔ کتنے زمانے پہلے کی بات ہے؟ ہمیں کچھ علم نہیں۔ مگر وہ پہلا گھر جو تمام بنی نوع انسان میں مشترک تھا یقیناً اسی زمانے کی تعمیر ہوگا جبکہ بنی نوع انسان خود ایک خاندان کی طرح تھے جبکہ انسانیت کا آغاز ہوا تھا۔ جبکہ حیوانی دنیا سے ایک عظیم ارتقاء کے نتیجہ میں، ایک حیرت انگیز انقلابی ارتقاء کے نتیجہ میں انسان کا وجود پہلی دفعہ منصہ شہود پر ابھرا۔ اس عالم میں ایک حیرت انگیز اضافہ ہوا۔ اچانک گونگے جانوروں کی بجائے جو اپنے مافی الضمیر کو وضاحت سے ادا کرنے سے قاصر تھے ایک ایسا وجود ابھرا جو "سمیعا بصیرا" تھا۔ وہ سنتا بھی تھا اور دیکھتا بھی تھا اور بولنے کی اور بیان کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔ وہ زمانہ ہے جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کی یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور اسی لئے اس گھر کا ایک نام "بیت عتیق" رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اس کے مختلف نام ہیں ان میں سے ایک نام بیت عتیق ہے یعنی قدیم ترین گھر۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ بعض دوسرے مذاہب میں بھی عتیق ہونے کے دعوے ان کے مقدس مقامات سے وابستہ ہیں اور جہاں تک ہندو ازم کا تعلق ہے ان کے نزدیک تو ان کی کتاب بھی یعنی وید مقدس اتنی قدیم ہے کہ زمانے کے آغاز سے پہلے تھی اتنی قدیم ترین ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی تہذیب بھی قدیم ترین ہے اور ان کے مقدس مقامات بھی قدیم ترین ہیں حالانکہ جہاں تک بنارس کا تعلق ہے، معلوم انسانی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بنارس پہلی مرتبہ مسیح سے چھ سو سال قبل وجود میں آیا اور اس کے تقدس کی تاریخ مسیح سے چھ سو سال قبل شروع ہوتی ہے یعنی حضرت بدھ علیہ السلام سے ایک سو سال پہلے۔ مگر قدامت کے دعوے بہرحال موجود ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ قدامت کے دعوے ان قوموں نے پرانی قوموں سے ورثے میں پائے ہیں اور قدامت سے مراد دراصل ایک گھر ہے جسے بیت عتیق کہا گیا ہے اور اسی گھر سے وابستہ پیغام ہی قدیم ترین پیغام ہے اور وہی ہے جو سب سے پہلے وجود میں آیا اور وہ پہلا ابراہیمی ہے جو ابراہیم سے پہلے ہی وجود میں آچکا تھا۔

جب ہم یہ سنتے ہیں کہ ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ وید آفرینش سے پہلے، انسان یا کائنات کی بناوٹ سے پہلے سے موجود ہیں تو بظاہر تعجب کی بات ہے اور بعض لوگ نادانی میں اس خیال کو ایک غلط خیال سمجھ کر رد کر دیتے ہیں۔ لیکن امر واقع یہ ہے کہ تمام کلام الٰہی، اس کا کچھ بھی نام رکھ دیا جائے، وہ ہمیشہ سے ہے ان معنوں میں کہ لوح محفوظ میں وہ کلام موجود تھا۔ ابھی تخلیق کائنات بھی نہیں ہوئی تھی تو الٰہی کلام خواہ وہ کسی نام سے دنیا پر ظاہر ہوا ہو وہ ان معنوں میں موجود تھا۔ یہی وجہ ہے یعنی اس مفہوم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پرانے زمانے میں یعنی اسلام کے وسطی ازمنہ میں اس بات پر بہت بحثیں چلیں کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے۔ اور یہ بحثیں اتنی شدت اختیار کر گئیں کہ بعض لوگ جو اس بات کے قائل تھے کہ قرآن مخلوق ہے جب ان کا زور چلا تو ان لوگوں کو انہوں نے کوڑے مروائے ان کو پھانسیوں پر چڑھا دیا۔ بعض دفعہ ان کی قبریں اکھیڑیں اور انہیں مرنے کے بعد ان کے پنجروں کو پھانسیوں پر لٹکایا کہ وہ ہمارے عقیدے کے خلاف بات کرتے ہیں اور وہ لوگ جو یہ سمجھتے تھے کہ خدا کا کلام ہمیشہ سے ہے وہ جب طاقت میں آتے تھے تو وہ لوگ جو کہتے تھے کہ مخلوق ہے ان کو کوڑے لگائے جاتے تھے اور ایسے ایسے دردناک واقعات اسلامی تاریخ میں اس موضوع پر ملتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل جو چار فقہوں میں سے ایک فقہ کے ایک عظیم امام تھے، آج کی دنیا میں ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ان کے خلاف کوئی حکومت فتویٰ دے یا بعض علماء کفر کا فتویٰ دیں۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ الٰہی کلام قدیم سے ہے نہیں بلکہ ازل سے ہے اور وہ چیز جو خدا کی ذات کے ساتھ ہمیشہ سے موجود ہو وہ ایک قسم کا BLUE PRINT ہے جس میں وہ محفوظ ہوتا ہے، اس کو مخلوق نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ اس جرم میں ان کو پابہ سلاسل اور ہاتھوں میں بھاری ہتھکڑیاں ڈال کر قضا میں پیش کیا گیا۔ قضاء سے فتویٰ صادر ہوا یہ شخص اول قسم کا مرتد اور دنیا کو گمراہ کرنے والا اور بہکانے والا ہے۔ چنانچہ ان کی سزا یہ مقرر کی گئی کہ کڑی دھوپ میں ان کو زنجیروں میں باندھ کر بٹھایا گیا اور جلاد ان پر کوڑے برساتا رہا اور جب ایک جلاد تھک جاتا تھا تو ایک اور جلاد ان پر کوڑے برسانے کے لئے آجاتا تھا اور برستے ہوئے کوڑوں میں وہ یہی کہتے رہے کہ کلام اللہ مخلوق نہیں ہے۔ اللہ کا کلام ہمیشہ سے خدا کے ساتھ ہے۔

پس عتیق کے معنے سمجھنے میں بھی لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور خدائی اپنے ہاتھوں میں لے لی ہے اور خدا کے پاک بندوں کو اذیت دینے اور دردناک سزائیں دینے کی ذمہ داری قبول کر لی، یہ جسارت کی کہ خدا بن بیٹھے اور اس دنیا میں ہی حشر قائم کر دیا مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان کو آخر انسانیت سیکھنی ہوگی۔ کوئی الٰہی تعلیم انسانیت سے ہٹ کر اور اس سے متصادم نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی نہ کبھی آئندہ ہوگی۔ پس ہر وہ تعلیم جو سچی ہے اس کی اصطلاحوں کے وہ معنی ہی قابل قبول ہوں گے جو فطرت کو یعنی انسانی فطرت کو قبول ہوں۔ صرف ذہنی ورزشوں کے نتیجہ میں معنے ظاہر نہ کئے جائیں بلکہ گہرے انسانی فطرت سے وابستہ معنے ہوں۔ پس ان معنوں میں جب ہم خانہ کعبہ کو قدیم دیکھتے ہیں اور بعض دوسرے مذاہب کے دعاوی اس کے مقابل پر دیکھتے ہیں جب وہ کہتے ہیں ہمارے مراکز قدیم سے ہیں تو اس میں کسی اشتعال انگیزی کی بات نہیں، کسی غصے اور بھڑک اٹھنے کی بات نہیں ہے۔ کوئی حرج نہیں ہے اگر ہندو اپنے مقدس مقامات کو قدیم کہتے ہیں یا اپنی ویدوں

اگر اس حج کی روح کو قائم رکھنا ہے تو آپ کو تمام دنیا میں ان بنیادی صفات کو قائم کرنے کے لئے جہاد کرنا ہوگا جن کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا ہے۔

کو قدیم کہتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو اس طرح حل کیا کہ قدیم اس چیز کو کہا جس کا کوئی نام نہیں رکھا اور صرف خدا سے اور بنی نوع انسان سے وابستہ کر دیا۔ "ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ" وہ پہلا گھر جو بنی نوع انسان کی خاطر،

جس میں تمام ہی نوع انسان شامل ہیں۔ ان میں ہندو بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، سکھ بھی ہیں، یہودی بھی ہیں، زرتشتی بھی ہیں، بدھسٹ بھی ہیں تاؤسٹ بھی کہتے ہیں، کنفیوشنسٹ بھی ہیں۔ ہر قسم کے مذاہب جن کا آپ تصور باندھ سکتے ہیں وہ تمام اس آیت کے فیض کے دامن میں ہیں۔ اس فیض کے سائے میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان سب کی خاطر ہم نے پہلا گھر یہاں بننے دیا تھا یا ایسا واقعہ ہوا کہ پہلا گھر یہاں بنایا گیا۔ اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے؟ ان کا مذہب کیا تھا؟ اس کا کوئی نام نہ بتایا گیا ہے نہ ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے کیونکہ ناموں ہی سے بعد میں یہ جھگڑے چلے ہیں۔ ان کا مذہب وہی ہے جو ان آیات کریمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ وہ تھے جنہوں نے خدا کی خاطر، خدا ہی سے قربانی کرنے کے طریق سیکھے اور "ذللا" جھکتے ہوئے اور عاجزی کے ساتھ ان رستوں کی پیروی کی اور پھر ان میں جو صفات ابھری ہیں وہ یہ تھیں کہ اللہ کی محبت ان کے دلوں پر قابض ہو گئی۔ اللہ کی محبت نے ان کے دلوں پر غلبہ پالیا اور خدا کا نام سن کر بعض دفعہ ان کے دلوں پر ایک زلزلہ طاری ہو جاتا تھا یہ وہ لوگ ہیں جب بھی ان کو دنیا میں تکلیفیں پہنچتی ہیں یہ صبر کرتے ہیں اور واویلا نہیں کرتے عبادت کو قائم کرتے ہیں اور بنی نوع انسان کے لیے اللہ کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔

پس یہ وہ صفات ہیں جن کی خاطر، جن کو پھیلانے کے لئے ہمیں عالمی جہاد کرنا ہوگا اور اگر ہم یہ جہاد کریں اور خدا کی عبادت کو خدا کی خاطر خالص کرکے قائم کردیں اور ایسے دل پیدا کریں جو اللہ کی محبت میں گرفتار ہوں اور ایسے صابرین پیدا کریں جن کو ہر مصیبت خدا کی محبت میں آسان دکھائی دیتی ہو۔ صبر کی یہ تعریف ہے جو سمجھنی ضروری ہے اور اس حج کے تعلق میں صبر کا مضمون آپ پر روشن کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ حج کے ساتھ صبر کا ایک گہرا تعلق ہے اس کی تفصیل میں آج نہیں جاؤں گا لیکن پھر کبھی انشاءاللہ اس مضمون کو کھولوں گا لیکن سردست یہ بتانا ضرور سمجھتا ہوں کہ صبر کا حج کے ساتھ ایک بہت گہرا اور دائمی تعلق ہے۔ صبر کے نتیجے میں حج عطا ہوتا ہے اور حج کے مناسک ادا کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ اس خانہ کعبہ کی تعمیر نو جب ہوئی تھی تو اس میں بھی تو صبر ہی تھا جو سب سے زیادہ کارفرما تھا۔ حضرت ہاجرہ اور آپ کے بیٹے اسماعیل نے جو نمونے خدا کی خاطر دکھائے ہیں وہ صبر کے ہی تو نمونے تھے۔ کس طرح بیٹا وہاں پیاس کی شدت سے ایڑیاں رگڑ رہا تھا اور کس بے چینی سے ماں صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگا رہی تھی جیسے کوئی غم میں دیوانی ہو چکی ہو۔ اور پھر بھی خدا کی خاطر اس نے صبر کیا اور اس بچے نے صبر کیا اور ابراہیم ان کے باپ نے صبر کیا اور اس کے نتیجے میں حج کا وہ جاری چشمہ جو کسی زمانے میں بند ہو چکا تھا از سر نو پھر جاری کیا گیا۔ پس صبر کرنے والے دنیا میں پیدا کرنے ہوں گے اور صبر کا عشق الٰہی سے تعلق ہے کیونکہ کوئی مصیبت دنیا میں عشق کے بغیر آسان نہیں ہو سکتی۔ اور جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپنے لگ جاتے ہیں۔ تو مراد یہ ہے کہ محبت کے غلبے سے کانپ اٹھتے ہیں اور ایسے لوگوں کو ہر دوسری مصیبت اللہ کی خاطر آسان دکھائی دیتی ہے کیونکہ اللہ ہی ہے جو سب کچھ عطا کرنے والا ہے۔ وہی مقصود ہے، وہی مطلوب ہے، اسی نے پیدا کیا وہی واپس لے جانے والا ہے۔ پس محبوب کا ہاتھ کچھ دے کر واپس لے تو جاہل ہوگا جو اس ہاتھ کو جھٹک دے، پاگل ہوگا جو اس ہاتھ کو جھٹک دے۔ عشق سے عاری ہوگا جو اس ہاتھ کو جھٹک دے۔ پس اللہ کا ہاتھ جب کچھ دیتا ہے اور پھر واپس لے لیتا ہے یا اس کی تقدیر بعض طاقتوں کو اجازت دیتی ہے کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچائیں تو چونکہ یہ سب کچھ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر مومن کو بہرحال برداشت کرنا ہے کیونکہ اللہ کی محبت کی خاطر اس کی سب تقدیر کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہوتا ہے یہ ایک عاشق کا مزاج ہے اسی لئے اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے صبر کا مضمون بیان فرمایا کہ یہ وہ لوگ جو حج کی پیداوار ہیں یعنی امت واحدہ کا جزو ہیں جو تمام مختلف قوموں میں پیدا ہوئے ان میں قدر مشترک رکھنے والے یہ لوگ ہیں یعنی وہ جو اللہ کی محبت میں گرفتار، اس سے کلیۃً مغلوب اور پھر وہ جو خدا کی خاطر ہر دوسرے نقصان کو شوق سے برداشت کر لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا بیٹا مبارک احمد بہت پیارا تھا مگر جب وہ فوت ہوا تو دیکھیں کیا پیارا کلام ہے جس میں آپ نے اس مضمون کو بیان فرمایا کہ مبارک ہمیں بہت پیارا تھا

وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے ہمارے دل کو حزیں بنا کر

لیکن پھر یہ فرمایا

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ٹھیک ہے بہت پیاری چیز تھی جو واپس چلی گئی لیکن جس نے بلایا ہے وہ تو سب سے پیارا ہے پس اس پیارے کی خاطر ادنیٰ پیاروں کو رخصت کر دینا یہی صبر ہے اور اس پر واویلا نہ کرنا یہی صبر ہے اور یہی مفہوم ہے اس آیت کا۔

اس کے بعد فرماتا ہے "والمقیمی الصلوٰۃ" یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔ عبادت، اللہ سے محبت کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے جو ایک باقاعدہ طریق کے مطابق ہمیں سکھایا گیا ہے۔ اگرچہ ذکر الٰہی بھی عبادت میں داخل ہے۔ اللہ کے تعلق میں ہر وہ حرکت جو انسان اپنی زندگی میں کرتا ہے اگر وہ تعلق کے تابع ہے اور اللہ کے تعلق میں رونما ہو رہی ہے تو وہ سب کچھ بھی عبادت بن جاتا ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی ڈالتے ہو اس لئے کہ اللہ چاہتا ہے کہ تم اپنی بیوی سے حسن سلوک کرو تو یہ بھی تمہاری عبادت ہے۔ تو عبادت کا مضمون تو انسانی زندگی کے ہر جزو، ہر سکون، ہر حرکت پر حاوی ہے لیکن یہاں وہ عبادت مراد ہے جو باقاعدہ ہر مذہب میں ایک خاص طریق کے مطابق سکھائی جاتی ہے۔ اسے قائم کرنا پڑتا ہے۔ اس کی حفاظت کرنی پڑتی ہے اور یہ باقاعدہ عبادت ہے۔ جو عشق کا لازمہ ہے۔ عشق کے نتیجے میں ایک باقاعدہ طریق کے مطابق اپنے محبوب کی چوکھٹ پر حاضری دینا اسی کا نام عبادت ہے۔ تو پھر یہ عبادت کرتے ہیں اور عبادت انہیں کیا سکھاتی ہے۔ صبر کا ایک اور مضمون ہے جو یہاں بیان ہوا ہے۔ پہلے صبر کا یہ مضمون تھا کہ اپنے محبوب کی خاطر وہ چیزیں جو تمہارے ہاتھ سے جاتی رہیں جن پر تمہارا اختیار نہیں ہے ان کے کھو جانے پر واویلا نہ کرو بلکہ اپنے پیارے کی خاطر اس نقصان کو قبول کرلو اور سر تسلیم خم کرتے ہوئے قبول کرو، اس نتیجے میں تم اس کا اور بھی زیادہ پیار حاصل کرو گے لیکن جس مضمون سے بات شروع ہوئی اب آخر پر یہ فرمایا گیا کہ اس کے نتیجے میں ان کو دنیا کی چیزوں کی محبت ہی کم ہو جاتی ہے اور صرف یہ کہ وہ "کرھا" مجبور ہو کر اپنے ہاتھ سے کھوئی ہوئی چیزوں پر صبر کرتے ہیں بلکہ جن باتوں میں مجبور نہیں ہیں، وہ چیزیں ان کی ہیں، ان کے

قبضہ قدرت میں ہیں، اللہ کی طرف سے اجازت ہے جیسے چاہیں استعمال کریں، پھر بھی اس کی راہ میں شوق سے خرچ کرتے ہیں۔ تو طوعاً وکرھاً کا مضمون ہے جو ان آیات میں بہت ہی پاکیزہ انداز میں بیان ہوا ہے کہ جو کچھ مجبوراً ان کے ہاتھ سے جاتی رہے وہ بھی خدا ہی کی طرف جاتی ہے خدا ہی کی خاطر اپنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اور خدا کی رضا جوئی کرتے ہوئے قبول کرتے ہیں اور پھر خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے وہ چیزیں جو ان کے قبضہ قدرت میں نہیں، کوئی ان سے چھین نہیں سکتا کوئی ان سے زبردستی لے نہیں سکتا، محبت الٰہی سے مجبور ہو کر اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، تو یہ ہیں وہ صفات حسنہ جو حج کرنے والوں کے لئے لازمی ہیں۔

ایک حج وہ ہے جو ظاہری اور رسمی حج ہے اور اس کے نتیجے میں بیت اللہ کا طواف کیا جاتا ہے یا ان مقدس تیرتھوں کا طواف کیا جاتا ہے جہاں لوگ یاترا کے لئے جاتے ہیں، جو بھی نام آپ رکھ لیں مگر حج کرنے والوں کے ذہن میں خدا کو راضی کرنے کا تصور ہے جو غالب ہے۔ پس جس مذہب میں بھی، جس قوم میں بھی، جس خطہ ارض میں بھی خدا کی خاطر کسی مقدس مقام کی زیارت کی جائے اس کے لئے لازم ہے کہ یہ صفات حسنہ ساتھ لے کر وہاں پہنچے اور یہ وہ زادِ راہ ہے جس کے نتیجے میں تمہارا سفر بخیریت تمام ہوگا۔ اگر یہ زاد راہ پاس نہیں اور ظاہری طور پر خواہ اس مقدس مقام کا نام مکہ رکھو یا کعبہ کہو جو چاہو کہہ لو یا بنارس رکھ دو یا متھرا، وہ بہر حال خدا کے حضور قابل قبول نہیں ہوگا۔ پس خدا ابنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے کے لئے حج پر ہمارے لئے ایک EXERCISE. ایک ورزش، ایک کوشش، ایک جدوجہد مقرر فرماتا ہے اور ہر وہ شخص جو چاہتا ہے کو اس کا حج قبول ہو اس کو ہر وہ فعل کرنا چاہیئے جو اللہ کی رضا کی خاطر بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے والا ہو اور اس پہلو سے ایک امت واحدہ کی تعمیر کا کام آگے بڑھتا چلا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ دیکھو حج کی طرف جانا ہی کافی نہیں حج سے لوٹ کر آنا بھی بہت اہم ہے اور عجیب بات ہے کہ لوگ جانے کو تو اہمیت دیتے ہیں، لوٹنے کو اہمیت نہیں دیتے کہ کس حالت میں لوٹے ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اگر تم ان صفات سے عاری ہو کر بھی گئے، اگر کچھ نقص رہ بھی گئے تھے تو حج ان نقائص کی کمی کو پورا کرتا ہے اور مقدس مقامات کی زیارت تمہارے دل کو حقیقی صاف پانی سے دھو ڈالتی ہے اور وہ نقائص جو اس سے پہلے رہ گئے تھے وہ نقائص جھاڑ کر تم واپس لوٹتے ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کی طرف توجہ دلائی ہے کہ حج تو بڑے شوق سے کرنے جاتے ہو لیکن کبھی یہ بھی دیکھا ہے کہ لوٹے کس حالت میں ہو! کیا دل پاک اور صاف کر کے لوٹے ہو یا پہلے نقائص کو جھاڑ کر آئے ہو یا جیسے گئے تھے ویسے ہی لوٹ آئے ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"دیکھو حج کے واسطے جانا خلوص اور محبت سے آسان ہے"

یعنی پہلا سفر محبت کے نتیجے میں طے ہو جاتا ہے تم جیسا بھی ہو گر پڑ کر وہاں پہنچ جاتے ہو۔

"مگر واپسی ایسی حالت میں مشکل بہت ہے" واپسی ایسی حالت میں مشکل ہے کہ واپس آؤ تو پھر اللہ کی محبت لے کر لوٹو اور بنی نوع انسان کے لئے بھی اللہ کی محبت کا پیغام لے کر واپس آؤ۔

"بہت ہیں جو وہاں سے نامراد اور سخت دل ہو کر آتے ہیں" کتنے حاجی ہیں جو تقویٰ کی باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں اور واپس ایسی حالت میں آتے ہیں کہ پہلے سے زیادہ جرائم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ نامراد اور سخت دل ہو کر آتے ہیں "اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہاں کی حقیقت ان کو نہیں ملتی۔ قشر کو دیکھ کر رائے زنی کرنے لگ جاتے ہیں وہاں کے فیوض سے محروم ہوتے ہیں اپنی بدکاریوں کی وجہ سے" یعنی فیوض سے محروم ہوتے ہیں اپنے گناہوں اور بدکاریوں کی وجہ سے کیونکہ بعض بدکاریاں ایسا پختہ رنگ اختیار کر لیتی ہیں کہ کسی پانی سے دھل نہیں سکتیں اور پھر الزام دوسروں پر دھرتے ہیں۔ "اس واسطے ضروری ہے کہ مامور کی خدمت میں صدق اور استقلال سے کچھ عرصہ رہا جائے تاکہ اس کے اندرونی حالات سے بھی آگاہی ہو اور صدق پورے طور پر نورانی ہو جاوے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب قادیان آنے کی لوگوں کو تاکید فرمائی تو ہر گز یہ مراد نہیں تھی کہ قادیان گویا ان کا حج ہوگا۔ یہ جو مضمون ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنایا ہے ان تمام شبہات کا ازالہ کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باطنی نور کو اس شان سے روشن تر کر کے دکھاتا ہے کہ پہلے اس شان کے ساتھ بعض نظروں پر وہ ظاہر نہیں ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس لئے جماعت کو قادیان کی طرف بلاتے تھے تاکہ ان کا حج قبول ہو جب وہ حج کرنے جائیں اور یہاں سے صفا ہو کر پھر وہ بیت اللہ کی طرف روانہ ہوں تاکہ وہاں سے تمام فوائد اور فیوض جو وابستہ ہیں وہ ان سے عاری ہو کر نہ لوٹیں بلکہ ان سے پوری طرح متمتع ہو کر اور فیض اٹھا کر واپس آئیں۔ فرماتے ہیں اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ حقیقت ان کو وہاں نہیں ملتی ان کو حقیقت دکھانے کے لئے ضروری ہے کہ کسی پاک کی صحبت میں رہیں اور یہ ایک عجیب فقرہ ہے جس کو غور سے سننا ضروری ہے۔ فرماتے ہیں۔

"تاکہ صدق پورے طور پر نورانی ہو جاوے"

> **حج کا مضمون دنیا کی ہر مذہبی قوم میں پایا جاتا ہے گویا دنیا کی تمام قوموں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے آغاز ہی سے تیار کیا جا رہا تھا**

اب بظاہر تو انسان یہ سمجھتا ہے کہ صدق، صدق ہی ہے لیکن انسان کی فطرت میں درجہ بدرجہ اتنے پردے ہیں کہ بعض چیزیں جنکو وہ سچ سمجھتا ہے اس ایک پردے کے پیچھے وہی دکھائی دیتی ہیں مگر جب وہ پردا اٹھا کر اگلی منزل پر پہنچتا ہے تو پردے کے دیتا ہے اور جوں جوں وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے اس کو اپنے وجود کی اندرونی گہری باتوں پر، اندرونی حالتوں پر اطلاع ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ اندھیروں سے نور کی طرف کا سفر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تم میں سے بہت ہیں جو بظاہر صدق کے ساتھ وہاں جاتے ہوں گے ان کی نیتوں میں تو کوئی فتور دکھائی نہیں دیتا سچائی ہی سمجھتے ہوں گے مگر اگر پاک انسان کی صحبت میں وہ زندگی بسر کریں، کچھ دن ٹھہریں تو ان کا صدق نورانی ہو جائے گا اور نور جس پردے میں بھی ہو نور ہی نور ہے۔ وہ پردوں کے ماوراء کو روشن کر دیتا ہے۔ ظلمات، اور پردے غالب نہیں ہو سکتے۔ پس سچائی کی بھی مختلف حالتیں اور مختلف کیفیتیں ہیں۔ آپ فرماتے ہیں

جب تک تمہارا ہیچ نورانی نہ ہو جائے اس وقت تک تم الٰہی نور سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پھر حج کے مضمون پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے۔"

"کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے" کیا مراد ہے؟ بہت سے ایسے حاضرین میرے سامنے بیٹھے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف زمینوں پر میرے اس پیغام کو سن رہے ہیں جن کو زیادہ اردو سے واقفیت نہیں اور ہو سکتا ہے ترجمہ کرنے والے جو مختلف زبانوں میں ترجمہ کر رہے ہیں وہ بھی یہ لفظ نہ سمجھ سکیں۔ سلوک سے مراد ایک خاص اصطلاح ہے۔ خدا کی راہ میں ایک منزل سے دوسری منزل اور دوسری سے تیسری کی طرف ایک مستقل جاری سفر۔ اس لئے ہر مقام جس پر اس سفر میں انسان پہنچتا ہے اسے سلوک کی منزل کہا جاتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سلوک کی آخری منزل کوئی بھی نہیں۔ ایک لا متناہی سفر ہے مگر اس دنیا میں ایک ایسا مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ میرے سفر کا منتہیٰ، جہاں تک میں پہنچ سکتا تھا وہ یہاں جا کے مجھے حاصل ہو جائے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہاں تمام سلوک کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔ اس کا سمجھنا اس لئے ضروری ہے تاکہ آپ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کا کوئی غلط مطلب دل میں نہ جمائیں۔ سلوک کی راہیں لا متناہی ہیں مگر ہر انسان کو سلوک میں ایک درجہ کمال حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اس کا سلوک اگرچہ ایک جاری سفر ہے مگر درجہ کمال کے ساتھ پھر جاری ہوتا ہے۔ سفر کے مختلف طریق ہیں کبھی گر پڑ کر آپ سفر اختیار کرتے ہیں۔ کبھی سبک قدموں کے ساتھ وہ سفر جاری رکھتے ہیں۔ کہیں سفر کے تمام فوائد سے آپ استفادہ کر رہے ہیں کہیں کئی قسم کے عوارض لاحق ہیں۔ سفر ہے مگر اس سفر کی لذت یابی سے محروم ہیں۔ کئی ایسے سفر ہیں جہاں خوش مناظر آپ کے دل پر قبضہ کرتے ہیں اور آپ کی آنکھوں کو لذت دیتے ہیں لیکن اگر بیمار ہوں اور تکلیف میں مبتلا ہوں تو انہیں مناظر کا سفر آپ کو کوئی بھی لذت نہیں پہنچاتا بلکہ محرومی کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں "کمال سلوک" کا لفظ استعمال فرما رہے ہیں مراد یہ نہیں ہے کہ حج کے بعد آگے پھر سفر نہیں ہے۔ حج پر جا کر آپ کو سفر کے اسلوب آجائیں گے اگر حج سے استفادہ کریں گے تو خدا کی راہ میں سفر کرنے کا بہترین طریق آپ کو میسر آ جائے گا۔ یہ مراد ہے جو حضور فرما رہے ہیں "جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے" یعنی سفر کا آخری مرحلہ نہیں، سفر کے انداز کے کمال کا آخری مرحلہ ہے۔

"سمجھنا چاہئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابلہ میں نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پروا ہو۔ نہ عزیز و اقربا سے جدائی کا فکر ہو۔ جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اسی طرح یہ بھی کچھ کرنے سے دریغ نہ کرے۔"

پس کمال سلوک سے مراد یہ ہے کہ سفر، محبت کی اس آخری کیفیت میں اختیار کیا جائے اور جاری رکھا جائے جس تک ہر انسان کی رسائی ہے۔ ہر شخص ایک سی محبت نہیں کر سکتا۔ ہر شخص کی محبت کرنے کی صلاحیتیں مختلف ہیں اور ان صلاحیتوں کا اس کے ذوق سے بھی تعلق ہے۔ پس جہاں کمال سلوک کا ذکر ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ ہر انسان کے اندر اس کی ایک کمال کی حد مقرر ہے اور وہ اپنا سفر اس حد سے ورے بھی شروع کر سکتا ہے۔ اس حد تک پہنچ کر اپنے سفر کو اپنے منتہیٰ تک پہنچا سکتا ہے۔ پس حج سے تمہیں وہ چیز میسر آئے گی جو تمہارے سلوک کو کمال بخشے گی اور وہ کیا چیز ہے۔ وہ عشق الٰہی ہے کیونکہ کسی عبادت کا آخری مقصد ایسا نمایاں اور ظاہر و باہر عشق نہیں جیسے حج کی عبادت اپنے مناسک کے ساتھ آپ پر یہ مضمون ظاہر کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حج میں سر کے بال منڈوانے کا مضمون ہے یہی وجہ ہے کہ حج میں ایک چادر اوڑھ کر خدا کی راہ میں ننگے پاؤں دوڑنے بھاگنے کا مضمون ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض یادیں جن مقامات سے وابستہ ہیں ان مقامات کا دیوانہ وار چکر لگانا حج کہلاتا ہے اور یہ تمام دنیا کی قوموں میں قدر مشترک ہے۔

ہندوؤں کے مقدس مقامات پر مثلاً جگناتھ پوری میں بتایا جاتا ہے کہ جب جگناتھ کا رتھ وہاں سے نکلتا ہے تو لاکھوں عشاق دیوانے ہو جاتے ہیں ان کو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور سینکڑوں ایسے ہیں جو رتھ کی راہ میں گرتے ہیں، اپنے بدن ڈال دیتے ہیں اور وہ رتھ ان کو بچانے کے لئے رکتی نہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جو اس راہ میں شہید ہوا وہ اپنے مقصد کو پا گیا، وہ اللہ کے عشق کو پا لے گا اور اس طرح سینکڑوں آدمی وہاں اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ تو یہ عشق کا مضمون ہر حج سے وابستہ ہے۔ اور سب سے زیادہ اس کا تعلق بیت اللہ کے حج سے ہے۔ تمام تر انسان دنیا سے قطع تعلق ہو کر عاشقانہ حالت میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ، کپڑوں کا خیال ترک کر کے ایک چادر میں سفر کے لئے نکل کھڑا ہوتا ہے نہ اپنوں

صبر کا حج کے ساتھ ایک بہت گہرا اور دائمی تعلق ہے۔
صبر کے نتیجہ میں حج عطا ہوتا ہے

کی ہوش، نہ اقرباء کا خیال، نہ دوستوں کا تعلق، نہ دنیا کی متاع کا تصور اس کے دل پر قابض رہتا ہے۔ سب تعلقات کے رشتے منقطع کر کے وہ خدا کے حضور حاضر ہو جاتا ہے اور کیا دیکھتا ہے اور کیا پاتا ہے۔ کن جگہوں کی سعی کرتا ہے کن میدانوں میں جا کے ڈیرے ڈال لیتا ہے۔ کن پہاڑوں کے دامن میں وہ ذکر الٰہی بلند کرتا ہے اور کس جگہ جا کر وہ سر منڈاتا اور قربانیاں پیش کرتا ہے۔ یہ سارے مضامین ہیں جس کا کچھ کچھ علم تو ہمیں ہے لیکن ان کی کنہ کا راز آج تک نہ اٹھایا گیا، نہ شاید کبھی انسان کو معلوم ہو سکے۔ ایک مرکزی بات ہے یہ عشق، اور بعض بہت ہی محبوب خدا کے بندوں کی حرکتیں تھیں جن حرکتوں کو، جن کی اداؤں کو، زندہ رکھا جا رہا ہے۔ چنانچہ یہ وہی مضمون ہے جس کو ایک عرب شاعر یوں بیان کرتا ہے ؎

الا حی لیلیٰ و اطلالہا — و رملۃ زیاد و اجبالہا

کہ دیکھو دیکھو اے جانے والے جب تم لیلیٰ کے مقام اور اس کے ٹیلوں کو دیکھنا جہاں میری محبوبہ لیلیٰ کچھ عرصہ زندگی بسر کر چکی ہے یا وہاں سے گزر چکی ہے۔ جن فضاؤں میں وہ سانس لے چکی ہے تو اسے میرا سلام کہنا، ان ٹیلوں کو میرا سلام کہنا، ورملۃ زیا

اور ربا رملہ کے مقام اور اس کی پہاڑیوں کو میرا سلام کہنا کیونکہ وہاں میری محبوبہ نے کچھ وقت گزارا ہے اور وہاں اس فضا میں اپنے سانس لیے ہیں۔

تو خانہ کعبہ کے حج پر جب لوگ جاتے ہیں تو انہیں معلوم نہیں کہ کون کون خدا کے پیارے تھے جنہوں نے کیا کیا عاشقانہ حرکتیں یہاں کی تھیں۔ مگر چونکہ وہ قدیم ترین مقام ہے جہاں سے اللہ کی محبت میں خدائیت کے اظہار کا آغاز ہوا تھا اس لیئے خدا ہی جانتا ہے کہ کس کس مذہب کے بانی وہاں سے گزرے ہیں اور بعد میں وہ کن کن مذاہب کے نام سے مشہور ہوئے۔ لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ ان کا ذکر بہت طویل ہوگا اور ان میں سے بہت سے ایسے مذاہب ہیں جن کو ہم جانتے ہیں ان کے بانی ہوں گے جن کو خدا نے یہ توفیق بخشی کہ ان مقامات پر آئے اور والہانہ عشق کا اظہار کیا۔ بعض جگہ پڑاؤ ڈال کر بیٹھ گئے۔ بعض جگہ انہوں نے سر منڈائے۔ بعض جگہ قربانیاں پیش کیں۔ بعض جگہ دیوانہ وار گھومے اور طواف کے ذریعے اپنے عشق کا اظہار کیا۔ تو ایک ہی مضمون ہے یعنی عشق کا مضمون۔ تمام زمانوں پر پھیلا پڑا ہے۔ عتیق زمانے سے لے کر آج تک یہی مضمون ہے جو عبادت پر غالب ہے، جو خدا سے تعلق کے ہر رشتے پر غالب ہے، وہی ہے جو بنی نوع انسان کے تعلق میں تبدیل ہوتا ہے اور یہی حج کی روح ہے۔

پس اگر اس حج کی روح کو قائم رکھنا ہے تو آپ کو تمام دنیا میں ان بنیادی صفات کو قائم کرنے کے لیئے جہاد کرنا ہوگا جن کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا ہے اور حج کے نام پر بنی نوع انسان میں نفرت پھیلانا اور تفریق کرنا حج کے مضمون سے بغاوت کرنا ہے، مذہب کی روح سے بغاوت کرنا ہے۔ پس اللہ کے عشق میں ایسا کھوئے جائیں کہ وہ مقامات جہاں خدا کے پیارے بندوں نے سانس لیئے ہیں وہ بھی پیارے لگنے لگیں۔ وہ پہاڑ، وہ ٹیلے، وہ میدان، جہاں دیوانہ وار خدا کے عاشق گھومتے پھرتے رہے ان مقامات کو دیکھیں تو خدا کی محبت سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔ ان مقامات میں سانس لیں اور یہ اللہ اکبر اللہ اکبر لاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر

حج دراصل مسلمانوں کے امت واحدہ بننے کی علامت نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کے امت واحدہ بننے کی علامت ہے

ولللہ الحمد" کے ترانے سنیں۔ یہ صدا بلند ہوتی، یہ عشق کی صدا بلند ہوتی دیکھیں اور سنیں تو آپ کے دلوں پر جھرجھری طاری ہو جائے۔ آپ کے وجود پر ایک زلزلہ آجائے اور یہ سب کچھ عشق کے نتیجے میں ہو اور پھر جہاں بھی خدا کے عشق کرنے والے بندے اسی طرح اپنے اپنے مقامات پر، اپنے اپنے مقدس مقامات پر حج کر رہے ہوں ان کے لیئے دلوں میں نفرت اور تکبر کی وجہ سے ان کو نیچا دیکھنا آپ کے تصور میں بھی نہ آئے۔ وہ بھی اپنے اپنے خیالات میں جا ہے صحیح تھا یا غلط اس حج کی تیاری کر رہے ہیں جس حج نے بالآخر عالمگیر ہونا ہے۔ اس حج کی تیاری کے لیئے ان کو یہ طریق سکھائے گئے ہیں، یہ مناسک سکھائے گئے ہیں جو تمام دنیا کی امتوں کو سکھائے گئے اس لیئے کہ بالآخر جب امت واحدہ بنائی جائے گی، محمد مصطفیٰ ؐ کے ہاتھ پر تمام دنیا کے تمام عالمین

کے لوگ ایک ہاتھ اور ایک جھنڈے تلے جمع ہوں گے وہ حج اکبر کے دن ہوں گے۔

آپ اے احمدی جماعت! آپ کو اس کام پر مامور بنایا گیا ہے، آپ کو اس اعلیٰ مقصد کا خادم مقرر بنایا گیا ہے اور میں ازلی سے شبہ کے بغیر، کامل یقین سے خدا کو گواہ ٹھہرا کر بتاتا ہوں کہ وہ حج جو آئندہ زمانوں میں جماعت احمدیہ کی خدمات کے نتیجے میں خدا کے ہاں جب مقبولیت حاصل ہوگی، ان کوششوں کے نتیجے میں بالآخر حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی خاطر تمام بنی نوع انسان کریں گے (حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی خاطر ان معنوں میں کہ عاشق صادق سب عاشقوں سے بڑھ کر آپ ہیں) آپ سے عشق کے رنگ سیکھتے ہوئے وہ حج ادا کریں گے جو عالمگیر حج ہوگا، جو آئندہ زمانوں میں لازماً ہوگا، وہ حج ہے جو حقیقت میں محمد رسول اللہ ؐ کے ادا کیئے ہوئے حجوں کے بعد حج اکبر ہوگا جس سے تمام دنیا کے انسان اکٹھے ہو جائیں گے۔ ان کو اکٹھا کرنے کے انداز آپ نے سکھانے ہیں، ان کو اکٹھا ہونے کی تربیت آپ نے انہیں دینی ہے اور وہ وہی صفات حسنہ ہیں جن کا ان آیات میں بیان ہوا ہے۔ ان صفات حسنہ کے آپ پجاری بن جائیں، ان کے خادم بن جائیں، ان کا پرچار کرنے والے ہو جائیں، ان کے منادی بن جائیں، تب دنیا کو ایک ہاتھ پر ایک جگہ اکٹھا کرنے کی داغ بیل ڈالی جائے گی۔ وہ خانہ کعبہ جو بیت عتیق تھا وہ اول بھی ہوگا اور آخر بھی ہوگا اور اسی طرح وہ مضمون جو آغاز آفرینش سے شروع ہوا تھا وہ اپنے منتہا کو پہنچے گا۔ اللہ کرے کہ ہمیں وہ توفیق نصیب ہو کہ یہ کام بہت مشکل ہے، ہم بہت کمزور ہیں مگر دعاؤں کی برکت سے اپنی اقدار کی حفاظت کرتے ہوئے۔ آپ مسلسل اس سفر پر عشق کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقاصد میں ضرور کامیاب فرمائے گا۔

اب اس کے بعد میں بعض دعاؤں کی تلقین کرتا ہوں۔ وہ تمام تفریقیں جو انسان کو دوسرے انسان سے بانٹ رہی ہیں وہ تمام مظالم جو طاقتور قوموں کی طرف سے کمزور اور نہتی قوموں پر برپا کیئے جا رہے ہیں آج کے دن خصوصیت سے ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ ظالموں کو ظلم سے رکنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مظلوموں کا حامی ہو اور مظلوموں کی حمایت میں اور بنی نوع انسان کو کھڑا کرتا چلا جائے تاکہ وہ بے سہارا نہ رہیں۔ اللہ ہی کی تائید ہے جو انسانی تائید کی صورت میں یا فرشتوں کی تائید کی صورت میں ظاہر ہوا کرتی ہے۔ سب سے اول میرے نزدیک بوزنیا کے مظلوم ہیں۔ پھر کشمیر کے مظلوم ہیں، پھر اور قوموں کے مظلوم ہیں۔ بنی نوع انسان بحیثیت بنی نوع انسان میرے پیش نظر تھا۔ کوئی سیاست میرے سامنے نہیں۔ نہ اس وقت ہندوستان میرے سامنے ہے نہ پاکستان میرے سامنے ہے۔ کچھ ظلم ہندوستان میں ہو رہے ہیں، کچھ ظلم پاکستان میں ہو رہے ہیں، کچھ بوزنیا میں ہو رہے ہیں، کچھ فلسطین میں ہو رہے ہیں کچھ دنیا کی دوسری قوموں میں دوسرے مقامات پر ہو رہے ہیں۔ پس ظلم کے خلاف جہاد ہے جو میرے پیش نظر ہے سیاست کا میرے ذہن میں دور تک کوئی تصور بھی موجود نہیں۔ عالمگیریت کے نقطہ نگاہ سے، جماعت احمدیہ عالمگیر کی امامت کا حق ادا کرتے ہوئے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ ظلم کے خلاف دعاؤں سے اپنے جہاد کا آغاز کریں کیونکہ ایک کمزور انسان اپنے آپ کو اس لائق نہیں پاتا کہ ظلم کے ہاتھ روک سکے جب ایک انسان بے بسی میں دوسرے کا دکھ محسوس کر رہا ہو تو

اور بھی زیادہ دکھی ہو جاتا ہے کیونکہ ایک تو اس کے بھائی کا دکھ ہے دوسرے بے اختیاری کا دکھ ہے اور بے اختیاری کا دکھ سب سے بڑا دکھ ہوا کرتا ہے۔ بعض مظالم جو زیادہ ہیں ایسے کئے گئے کہ باپوں کو باندھا گیا اور ان کے سامنے ان کی بیٹیوں کی بے عزتیاں کی گئیں، ان کی بیویوں کی بے عزتیاں کی گئیں، ان کے بچوں کے سر کاٹے گئے یا دیواروں کے ساتھ پھوڑے گئے اور یہ سارے مظالم اس بے بسی کے عالم میں آپ اندازہ کریں کیا محشر برپا کر چکے ہوں گے۔ کیا حشر ان کے دلوں پر برپا کر چکے ہوں گے۔ پس ایک تو ظلم کو دیکھنا بہت تکلیف کا موجب ہے لیکن بے بسی، وہاں صبر کام آتا ہے اور صبر چونکہ اللہ کی خاطر ہوتا ہے اس لئے صبر ہمیشہ دعاؤں سے ڈھلتا ہے۔ پس ان معنوں میں آپ صبر کے ساتھ ساری دنیا کی قوموں کے لئے دعا کریں۔ خدا کرے کہ یہ دنیا ظلم سے پاک ہو جائے۔ جب تک یہ دنیا ظلم سے پاک نہ ہو، صداقت قبول کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی، آپ کی ساری کوششیں بے کار جائیں گی۔ آپ ظالموں کے دلوں کو خدا کی محبت میں تبدیل نہیں کر سکتے جب تک ظلم ان کا پیچھا نہ چھوڑے، جب تک ظلم کی ناپاکی اور فسق و فجور ان کے دلوں سے دھو کر الگ نہ کر دئے جائیں۔ پس آیئے ہم سب مل کر خدا سے عرض کرتے ہیں، اس کے حضور یہ التجا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس دنیا کو ظلم سے پاک کر اور عدل سے بھر دے ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہماری ادنی کوششیں تیرے ہاں مقبولیت پائیں اور تیری تقدیر یہ کام کر کے دکھائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہو کیونکہ جب تک ایسا نہ ہو اسلام کا عالمگیر غلبہ ممکن نہیں ہے۔

اعلان برائے داخلہ معلمین کلاس

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ یکم ستمبر ۹۴ء کو معلمین کلاس کا نیا تعلیمی سال شروع ہوگا۔ خواہشمند، صحت مند، نوجوان جو خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہوں درج ذیل کوائف کے ہمراہ صدر جماعت / امیر جماعت کے توسط سے اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر دفتر وقف جدید بیرون میں ارسال کریں۔

مطبوعہ فارم دفتر وقف جدید بیرون سے حاصل کر سکتے ہیں

داخلہ کی شرائط درج ذیل ہونگی

۱۔ درخواست دہندہ اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔
۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو
۳۔ کم از کم میٹرک پاس ہو (استثنائی صورت میں انڈر میٹرک کو بھی لیا جا سکتا ہے)
۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو (۵) عمر پچیس ۲۵ سال سے زائد نہ ہو۔
۶۔ امیدوار کا غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے
۷۔ درخواست دہندہ اپنے تعلیمی و طبی سرٹیفکیٹ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۲۰ ر اگست ۹۴ء تک ارسال کریں
۸۔ تحریری ٹیسٹ وانٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی داخل کیا جائے گا۔

نوٹ:۔ (۱) قادیان آنے کے لئے سفر کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہونگے۔ (۲) ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپس سفر اپنے خرچ پر کرنا ہوگا۔

(۳) قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم، سرد کپڑے، رضائی، بستر وغیرہ ہمراہ لانے ضروری ہیں۔

نائب ناظم وقف جدید بیرون قادیان

بنگال میں تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

۱۳۰ افراد کا قبول احمدیت

یکم جون تا سات جون آل بنگال دعوت الی اللہ کلاسز احمدیہ مسلم مشن کلکتہ میں منعقد ہوئیں جس میں بنگال کی متعدد جماعتوں سے نو مبائعین نے شرکت کی جو دو دو سو کلومیٹر دور سے تشریف لائے کلاسز کا انعقاد محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگال کی زیر صدارت خاکسار کی تلاوت و افتتاحی تقریر سے ہوا۔ مشن ہاؤس میں قیام وطعام کا انتظام رہا۔

الحمد للہ کہ دارجلنگ ضلع میں ایک صد تیس ۱۳۰ افراد نے احمدیت قبول کرلی جن کے ذریعہ دو نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ کلکتہ کی مجلس اطفال کے تلاوت تقریر اور نظموں کے مقابلے مکرم افتخار احمد صاحب ملک زعیم اطفال الاحمدیہ کی زیر نگرانی منعقد ہوئے۔ مقابلے میں ۹۵ فی صد اطفال نے حصہ لیا

جون کے اوائل میں کلکتہ میٹا برج علاقہ میں دو کالج کے طلبہ نے احمدیت قبول کی اللہ تعالیٰ نو مبائعین کو استقامت عطا فرمائے

مورخہ ۱۲ ر جون ۱۰ بجے مسجد احمدیہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کا تربیتی اجلاس خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مکرم افتخار احمد صاحب ملک ناظم اطفال الاحمدیہ اور مکرم ناصر احمد خان صاحب نے تقاریر کیں بعدہ خاکسار نے مختصر تقریر کی اور اجتماعی دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

ماہ جون میں محترمہ شکیلہ اختر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کلکتہ نے لجنہ کی پندرہ روزہ کلاسز احمدیہ مسلم مشن میں لیں

۱۲ ر جون کو بعد نماز مغرب محترم مظہر احمد صاحب بانی کی زیر صدارت مجلس انصار اللہ کا جلسہ منعقد ہوا جس میں محترم فیروز الدین صاحب الور اور خاکسار نے تقاریر کیں، ازاں بعد صدر مجلس نے مختصر صدارتی خطاب کیا اور اجتماعی دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ احمدیہ)

دعائے مغفرت

افسوس! مکرمہ امۃ السلام صاحبہ قریشی بیوہ مکرم یونس احمد صاحب اسلم مرحوم درویش قادیان بعمر ۶۸ سال ۱۳ ر جولائی رات ۱۰ بجے کے قریب وفات پا گئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ بہت منکسر المزاج صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں آپ نے دور درویشی نہایت صبر و استقلال سے گزارا۔

اگلے روز صبح سوا نو بجے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

(ادارہ)

درخواست دعا مکرم فیروز عالم صاحب مربی آف بنگلہ دیش کی بچی ایک عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہے اسی طرح موصوف کے گلے کے دائیں طرف رسولی ہے احباب جماعت سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے

(منیجر اخبار بدر)

بقیہ صفحہ ۱ خلاصہ خطبہ جمعہ

بحران پیدا ہو چکا ہوتا۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے علماء کے بیانات پڑھ کر سنائے جس میں انہوں نے ہتک رسول کرنے والوں کے لئے سزائے موت کو برقرار رکھنے کے بیانات دیئے ہیں اور حکومت کو دھمکی دی ہے کہ اگر 295C کو ہٹایا گیا تو ملک گیر تحریک چلائی جائیگی اسی طرح وزراء اور دیگر گورنروں کے بیانات پڑھ کر سنائے جس میں انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ ہرگز اس قانون کو بدلا نہیں جائیگا نہ اس میں کسی طرح کی ترمیم کی جائیگی۔ حضور نے فرمایا اس ساری کہانی کی اصل حقیقت یہ ہے کہ آئرلینڈ میں وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے اس مفہوم کا بیان دیا گیا تھا کہ آئندہ دفعہ 295C کے تحت کسی عیسائی کو سزائے موت نہیں دی جائیگی اس پر مولویوں کو یہ وہم ہو گیا کہ عیسائیوں کو تو چھوڑ رہے ہیں احمدیوں کی گردن بھی نہ چھوٹ جائے۔ یہ معاملہ تھا جس پر یہ شور پڑا ہے حضور نے فرمایا۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ دین سے لاعلمی کے نتیجہ میں اس قوم کا کردار کس حد تک مسخ ہو گیا اس سلسلہ میں حضور انور نے فیصل آباد سیشن جج کو دراں تحریر کردہ فیصلہ پڑھ کر سنایا جس میں بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان اللہ کے شریک کو تو برداشت کر سکتا ہے لیکن شریک فی الرسالت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ حضور نے فرمایا حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء و من یشرک باللہ فقد افتریٰ اثما عظیما (النساء: ۴۹) اللہ تعالیٰ اپنا شریک بنانا کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا اس کے سوا جو بھی گناہ ہو وہ بخش سکتا ہے اور جو اللہ کا شریک کرے وہ بہت ہی کھلا کھلا افترا کرنے والا ہے لیکن ان علماء نے پاکستان کے وقار کو اس قدر ذلیل اور رسوا کر دیا ہے کہ خدا کے اس دعوے کے برعکس یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ ہم رسالت کا شریک برداشت نہیں کریں گے خدا کا شریک ہوتا ہے تو ہوتا پھرے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اب اس بارہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلعم کا اپنا موقف ملاحظہ فرمائیں کیونکہ آپ کا موقف تو وہی تھا جو اللہ کا موقف تھا۔ جنگ احد کے موقع پر دشمن نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مسلمانوں کی غیرت کو للکارا صحابہ جواب دینے والے تھے لیکن حضور نے روک دیا لیکن جب دشمن نے اعل ہبل کا اعلان کیا تو حضور یہ نعرہ سن کر بے چین ہو گئے فرمایا۔ اب جواب دو اللہ اعلیٰ و اجل۔ حضور نے فرمایا اگر توحید نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں اور اسی پر حضور نے تمام عمر عمل فرمایا۔

حضور نے فرمایا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے اپنے ساتھ باقی تمام انبیاء کی عزتوں کو شریک فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسولہ کہ رسول اور مومنین ان سب باتوں پر ایمان لے آئے ہیں جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں یہ سب اللہ پر ملائکہ پر تمام کتابوں پر اور تمام رسولوں پر ایمان لے آئے ہیں اور یہ اقرار کرتے ہیں کہ لا نفرق بین احد من رسلہ کہ ہم کسی رسول میں تفریق نہیں کریں گے ایک رسول ہوں یا لاکھ سب پر ایمان لائیں گے اور ہمارے نزدیک یہ شرک فی النبوت نہیں ہے یہ توحید ہی کا کرشمہ ہے اس توحید سے جتنے جلوے پھوٹیں گے وہ سب ہمارے سر آنکھوں پر ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جہاں تک یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سارے شریک منظور اور بعد میں منظور نہیں تو اس خیال کو تو تم پہلے ہی دھکے مار چکے ہو جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے قائل ہو پس ہمارا عقیدہ تو خود تمہارے بیانات کو جھٹلا رہا ہے پس تم مشرکانہ نبوت کے قائل ہو آج سب سے بڑی شریک مسلمانوں کی عیسائیت ہے اور عیسائیت کے رسول کو امت محمدیہ میں نازل کرتے ہو ہم تو آپ کے ایک امتی غلام کی آمد کے قائل ہیں۔ پس شرک فی الرسالت کے تو تم بانی ہو نہ کہ احمدی۔

حضور نے فرمایا یہ تمہیدی بیان ہے جو میں بیان کر سکا ہوں اس کا اگلا حصہ انشاء اللہ آئندہ جمعے میں جو جلسہ سالانہ کے دوران آئے گا جاری رکھوں گا۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے رواندا کے مظلومین کیلئے امداد کی تحریک فرمائی۔ فرمایا لازمی چندہ جات پر اثر ڈالے بغیر جو کچھ دے سکتے ہیں فوری طور پر ادا کر دیں اس سلسلہ میں حضور نے اپنی جانب سے ایک ہزار پاؤنڈ کا نذرانہ پیش فرمایا۔

بقیہ صفحہ ۲ اداریہ

نہیں بلکہ مجرموں کو سزا دینا بھی ہے۔ لیکن پچھلے کچھ برسوں میں اس جیل کے بارے میں یہی شکائتیں سننے کو مل رہی ہیں۔ کہ یہاں کے افسروں کا رویہ عورتوں کے خلاف ہے ۲ جون کو جنوادی مہلا سمیتی نے باقاعدہ پریس کانفرنس کر کے اس جیل پر یہ الزام لگایا کہ وہ ان عورتوں کے ساتھ ہمدردانہ رویہ نہیں اپنا رہا جو ان کے پاس مدد کے لئے آتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اب پریشان عورتیں اس خواتین جیل میں جانے سے گھبراتی ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرح کے جیل کے ملازمین اور افسروں کو باقاعدہ تربیت دی جائے جس کا مقصد انہیں خواتین کے خاص مسائل کو سمجھنے اور حل کرنے کے لائق بنانا ہو (پریس ایشیا انٹرنیشنل)

بحوالہ ہند سماچار جالندھر ۲۴ جون ۱۹۹۴)

یہ اس عربی محاورہ میں تخلیق کی خاصیت اور ماہیت بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ فرمایا خلق الجان من مارج من نار (رحمٰن) یعنی جنوں کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا گیا ہے۔

خلق الانسان من عجل (انبیاء) یعنی انسان کے اندر جلد بازی کا مادہ رکھا گیا ہے۔

اس حدیث میں عورتوں اور پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک کی تاکید ہو رہی ہے اس محاورہ کے مطابق حدیث میں یہ فقرہ بطور تعریف کے استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ عورت کے احساسات جذبات بھی مستقل حیثیت رکھتے ہیں ان کو مت ٹھکراؤ جس طرح پسلی کا کمال اس کے فطری ٹیڑھے پن میں ہے اور اس کو سیدھا کرنے سے کام دینے کی بجائے نقصان دیتی ہے۔ اس طرح عورت کی فطرت میں نزاکت و کجی ہے جبر سے اس کو بدل کر کام نہیں لیا جا سکتا۔ البتہ حسن سلوک سے اس سے کام لیا جانا ہی ہر دو کے لئے بہتر ہے۔

حدیث کے مطابق عورت کی فطری کمزوری اور کجی کے باعث ہمیں سختی کیسے اس کو سیدھا کرنے کا امر نیک نہیں ہو سکتا۔

اسلام کی عورتوں کی مختلف حیثیتوں کے تعلق سے اس قدر حسین تعلیم اور بانیٔ اسلام کے عملی نمونہ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ اسلام نے عورتوں سے غلامانہ سلوک کیا ہے اور آزادی نہیں دی سراسر اسلام کی پاک تعلیم پر ظلم و زیادتی نہیں تو اور کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج دنیا میں جو بد امنی اور برائیاں بڑھتی جا رہی ہیں صحیح اسلامی تعلیم سے عدم واقفیت اور عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے اگر یہی حالت رہی تو پھر نہ جانے اور کیا کیا دیکھنا باقی ہے۔

ساقی ہے میری طرف آ و اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کی حسین تعلیم سے آگاہی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ‏۔ (اثر رشی محمد فضل اللہ)

چھٹی مجلس مشاورت بھارت

بتاریخ ۲۹، ۳۰ دسمبر ۱۹۹۴ء

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مطلع کیا جاتا ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی چھٹی مجلس مشاورت مورخہ ۲۹، ۳۰ دسمبر ۱۹۹۴ء کو قادیان میں منعقد ہوگی۔

جماعتیں اپنی تجاویز مجلس عاملہ میں منظوری کے بعد ۱۳۱ اکتوبر تک خاکسار کو بھجوا دیں نیز شوریٰ کے نمائندگان کا اجلاس عام میں انتخاب کر کے ۱۳۱ اکتوبر تک منتخب نمائندوں کے اسماء سے خاکسار کو اطلاع دے کر ممنون فرمادیں۔

محمد انعام غوری

سیکرٹری مجلس مشاورت بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے
روانڈا (افریقہ) کے مظلومین کیلئے امدادی تحریک

لندن (ایم ۔ ٹی ۔ اے) ۲۲ جولائی سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد صاحب، امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج اپنے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو روانڈہ کے مظلومین کی امداد کی تحریک کی اور اس سلسلہ میں اپنی جانب سے ایک ہزار پاؤنڈ کا عطیہ پیش کرتے ہوئے فرمایا روانڈا کے مظلوم خصوصاً زائر میں انتہائی دردناک حالات میں زندگی گذار رہے ہیں۔ ہیضہ پھیلا ہوا ہے مصیبتوں میں مبتلا ہیں ان کے لئے میں جماعت کو تحریک کرتا ہوں کہ توفیق کے مطابق دیں دوسرے جو لازمی چندے ہیں ان پر اثر نہیں ڈالنا لیکن وعدوں میں نہ رہیں جتنی بھی توفیق ہے وہ دے دیں ان کے حالات وعدوں کے انتظار نہیں کر سکتے۔ اس ضمن میں حضور نے زائر ے کی جماعت کو ہیضے کی ہومیو پیتھک ادویہ تجویز فرما کر فوری مریضوں کو دینے کی ہدایت فرمائی ۔ حضور نے فرمایا ایک بھوک اور اوپر سے ہیضہ بہت ہی تکلیف دہ بیماری ہے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ہماری حقیر کوششوں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے آمین۔

MBBS کے امتحان میں نمایاں کامیابی

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے مکرم محمد عبدالرشید صاحب حیدرآبادی ناظم قضاء بورڈ یو کے اور صدر جماعت احمدیہ نارتھ لندن کی دختر MBBS فائنل کے امتحان میں نمایاں طور پر کامیاب ہوگئی ہیں MBBS میں داخلہ معجزانہ طور پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ کی دعاؤں کے طفیل انہیں ملا تھا۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو زیادہ سے زیادہ خدمت خلق کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔ (خاکسار منیر احمد حافظ آبادی ناظر امور عامہ قادیان)

طالبانِ دعا
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ میسنگو لین کلکتہ ۱۔۰۰۰۷

ارشادِ نبویؐ
اُرْشُدُوْا اَخَاکُمْ
(اپنے بھائی کو ہدایت کرو)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

FOR DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS & 200 GM:S POUCHES
Contact TAAS & CO
P 48 PRINCEP STREET, CALLUTTA-700072
PHONES:- 263287, 279302.

طالبِ دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A, JAWAHARLAL NAHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم جیولرز
پروپرائیٹر سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد کراچی۔ فون:۔ ۶۶۹۴۴۲

روایتی زیورات جدید فیشن کیساتھ
لتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/o SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
پروپرائیٹر
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE:- 04524-649

C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM-679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

NEVER BEFORE
GUARANTED PRODUCT

THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT
VIR
Seniky
HAWAI
A Treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

یوبا پیپرز
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
کلکتہ۔ ۴۶ ۔۰۰۰۷
ٹیلیفون نمبرز
43-4028-5137-5206